سلسلہ رسائلِ درسِ سیرت، رسالہ نمبر: 14

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی معاشی اصلاحات

مرتب: علامہ راشد علی عطاری مدنی

ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

درسِ سیرت کے رسائل کا چودھواں عنوان

مرتب
مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی

پیشکش: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے

اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَكَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مُسْتَطْرَف، ج ۱، ص ۴۰، دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

نام کتاب : رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی معاشی اصلاحات

مرتب : مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی

صفحات : 31

اشاعت اوّل: ستمبر 2024 (ویب ایڈیشن)

پیشکش : ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹر نیشنل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشی اصلاحات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

نوٹ: یہ درس ماہنامہ فیضان مدینہ کی مدد سے تیار کیا گیا۔

کسبِ حلال کے لئے جدّ وجہد کرنا اَنبیائے کِرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کا طریقہ رہا ہے، ان پاکیزہ ہَستیوں میں سے کوئی کپڑے سینے کا کام کرتے تھے تو کوئی کھیتی باڑی کرکے تو کوئی لکڑی کا کام کرکے رزقِ حلال طلب کیا کرتے۔ ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی کسبِ حلال کے لئے کوشش فرمائی، آپ نے اُجرت پر گلّہ بانی کی، تجارت بھی فرمائی اور اس کیلئے ملکِ شام اور یمن وغیرہ کا سفر اختیار فرمایا۔ آپ نے دورانِ تجارت لڑائی جھگڑے سے پرہیز کیا، وعدے کی پاسداری کی اور صَبر، حِلم، عَفۡو ودَرگُزر اور دیانتداری کا مُظاہَرہ کیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تجارتی اَسفار میں اپنے اَخلاقِ کریمانہ، حُسنِ مُعامَلہ اور صِدۡق و دِیانت کی وجہ سے **”صادِق واَمین“** کے لقب سے مشہور ہوچکے تھے۔ کفّارِ مکّہ اگرچہ آپ کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود

آپ کی اَمانت و دِیانت پر ان کو اس قدر اِعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال و سامان کو آپ کے پاس بطور امانت رکھواتے تھے۔ اَلْغَرَض ایک تاجر کے اندر جو خُوبیاں ہونی چاہئیں وہ سب ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ بابرکات میں کامل طور پر موجود تھیں۔

تجارت کیلئے یمن کی طرف سفر

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خاندانی پیشہ تجارت تھا اور چونکہ آپ بچپن میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ کئی بار تجارتی سفر فرما چکے تھے جس سے آپ کو تجارتی لین دین کا کافی تجربہ حاصل ہو چکا تھا۔ اس لئے ذریعۂ معاش کے لئے آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور تجارت کی غرض سے مختلف مقامات پر سفر کئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جو تجارتی سفر حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لئے کئے، ان میں سے دو سفر یمن کی جانب بھی تھے، چنانچہ روایت میں ہے: حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جُرَش (یمن میں ایک مقام) کی طرف دو بار تجارت کیلئے بھیجا اور ان میں سے ہر سفر ایک اونٹنی کے عوض تھا۔ (مستدرک، 4/178، حدیث: 4887)

تجارت کیلئے بحرین کی طرف سفر

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اعلانِ نبوت سے پہلے تجارت کیلئے بحرین کی طرف سفر کرنے کا بھی ذکر ملتا ہے، چنانچہ آپ کی خدمت میں عرب کے دور دراز مقامات سے وفود (Delegations) حاضِر ہوتے تھے، ان ہی وفود میں بحرین سے وفدِ عبدُالقَیس بھی آیا، آپ نے اہلِ وفد سے بحرین کے شہروں کے نام لے کر وہاں کے احوال دریافت فرمائے تو انہوں نے تعجب سے پوچھا: یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان! آپ تو ہم سے بھی زیادہ ہمارے شہروں کے نام جانتے ہیں! آپ نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے شہروں میں ٹھہرا ہوں اور میرے لئے ان شہروں میں کشادگی کر دی گئی تھی۔ (مسند احمد، 5/296، حدیث: 15559 ملتقطا)

تجارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز

خرید و فروخت میں نرمی کا مُظاہَرہ

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہت ہی بُلند اخلاق، نرم خُو اور رحیم و کریم تھے، زید بن سَعْنَہ ایک یہودی عالم

تھے، انہوں نے جب آپ کے ساتھ خرید و فروخت میں سَختی کا معاملہ کیا تو آپ نے حلم سے کام لیتے ہوئے ان کے ساتھ نرمی کا مظاہرہ فرمایا، واقعہ کچھ یوں ہے کہ زید بن سَعْنَہ نے قبولِ اسلام سے پہلے حُضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کھجوریں خریدی تھیں۔ کھجوریں دینے کی مدّت میں ابھی ایک دو دن باقی تھے کہ انہوں نے بھرے مجمع میں آپ سے انتہائی سختی کے ساتھ کھجوروں کا تقاضا کیا جس کے باعث حضرتِ عُمَر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہان پر غضبناک ہوئے، اس پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے عُمَر! تمہیں تو یہ چاہیے تھا کہ مجھ کو ادائے حقّ کی ترغیب دے کر اور اس کو نرمی کے ساتھ تقاضا کرنے کی ہدایت کرکے ہم دونوں کی مدد کرتے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اے عُمَر! اس کو اس کے حق کے برابر کھجوریں دے دو اور کچھ زیادہ بھی دے دو۔ کھجوریں لینے کے بعد زید بن سَعْنَہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سختی کے ساتھ تقاضا کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ میں نے توریت میں نبیِّ آخرُ الزّمان کی جتنی نشانیاں پڑھی تھیں ان سب کو محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات میں دیکھ لیا مگر دو نشانیوں کے بارے میں امتحان باقی رہ گیا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا

حِلْم جَہْل پر غالب رہے گا اور جس قدر زیادہ ان کے ساتھ جَہْل کا برتاؤ کیا جائے گا اسی قدر ان کا حِلْم بڑھتا جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس ترکیب سے ان دونوں نشانیوں کو بھی ان میں دیکھ لیا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ یقیناً یہ نبیِّ برحق ہیں اور اے عُمر! میں بہت ہی مالدار آدمی ہوں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال حُضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت پر صَدَقہ کر دیا۔ اس کے بعد آپ بارگاہِ رسالت میں آئے اور کلمہ پڑھ کر دامنِ اسلام میں آگئے۔ (سیرتِ مصطفٰے، ص601، ملخصًا)

طے شدہ مقدار سے زیادہ کھجوریں دیں

حضرت طارِق بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ ہم مدینۂ منوّرہ آئے تو اس کی چار دیواری (Boundary) کے قریب ایک شخص کو دیکھا جس نے دو چادریں پہنی ہوئیں تھیں، اس نے ہمیں سلام کیا اور پوچھا: کہاں کا اِرادہ ہے؟ ہم نے کہا: مدینہ کا، اس نے پوچھا: اس شہر میں کس کام سے آئے ہو؟ ہم نے کہا: یہاں کی کھجوریں لینے کے لئے، ہمارے ساتھ سُواری کا اُونٹ ہے اور نکیل ڈلا ہوا ایک سُرخ اُونٹ بھی ہے، اس نے کہا: یہ (سُرخ) اُونٹ فروخت کرنا ہے؟ ہم نے کہا: اتنی اتنی صاع کھجور کے

بدلے میں بیچیں گے۔اس شخص نے قیمت میں کوئی کمی نہیں کروائی اور اُونٹ کی لگام پکڑ کر روانہ ہو گیا،جب وہ نگاہوں سے اَوجھل ہوا تو ہم کہنے لگے: یہ ہم نے کیا کیا؟ ہم نے ایک ناواقف شخص کو اُونٹ دے دیا اور اس سے قیمت بھی وُصول نہیں کی۔ ہمارے ساتھ موجود ایک خاتون نے کہا: ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو، خدا کی قسم! ایسے چہرے والا شخص کبھی تمہیں دھوکا نہیں دے گا، میں نے اس کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن تھا، تمہارے اس اُونٹ کی قیمت کی ضمانت میں دیتی ہوں، ابھی ہماری یہ گفتگو چل رہی تھی کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا: مجھے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھیجا ہے اور یہ تمہارے لئے کھجوریں ہیں، اس میں سے پیٹ بھر کے کھالو اور تول کر پوری مِقْدار میں لے بھی لو۔ (یعنی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے طے شدہ مِقْدار سے زیادہ کھجوریں عطا فرمائیں)۔

(الخصائص الکبریٰ، 2/35)

حُسنِ معاملہ:

لوگوں کے ساتھ اچھے انداز سے پیش آنا، اسلام کی خوبیوں میں سے

ایک خوبی ہے۔ اس کے ذریعہ سے انسان دوسروں سے ممتاز اور معاشرے کا بااثر شخص بن جاتا ہے، اگر یہی خوبی ہمارے تجارتی معاملات میں ہو تو کامیابی قدم چومے گی اور دین اسلام کی طرف غیر مسلم مائل ہوں گے۔

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن سائب رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا شریکِ تجارت تھا، میں جب مدینۂ منوَّرہ حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے عَرض کی: کیوں نہیں! آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو میرے بہت اچھے شریکِ تجارت تھے نہ کسی بات کو ٹالتے اور نہ کسی پر جھگڑا کرتے تھے۔[1]

امانت داری:

فی زمانہ دیکھا جائے تو آج لوگ امانت کو چھوڑ کر خیانت میں فائدہ تلاش کر رہے ہیں جبکہ فائدے کا دار و مدار حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّت و اسلامی طریقہ اختیار کرنے میں، امانت دار تاجر کے بارے

([1]) خصائص کبریٰ، 1/153

میں فرمانِ مصطفےٰ ہے: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الاَمِینُ مَعَ النَّبِیِّینَ، وَالصِّدِّیقِینَ، وَالشُّھَدَاء یعنی سچا اور دیانت دار تاجر (جنّت میں) انبیا، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہو گا۔[2]

منقول ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تجارت کی غَرَض سے مُلکِ شام وبصریٰ اور یمن کا سَفَر فرمایا اور ایسی راست بازی اور امانت و دیانت کے ساتھ تجارتی کاروبار کیا کہ آپ کے شرکا اور تمام اہلِ بازار آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو امین کے لقب سے پکارنے لگے۔[3]

صداقت:

یوں تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دِینی و دُنیوی تمام معاملات میں سچ بولے کہ سچ بولنا نجات دلانے اور جنّت میں لے جانے والا کام ہے۔ لیکن دکاندار اپنے معاملات میں سچائی سے کام لے تو اس کے مال میں برکت ہو گی جبکہ جھوٹ سے برکت اٹھالی جاتی ہے جیسا کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: خریدنے اور بیچنے والے اگر سچ بولیں اور مُعَامَلہ

---

(2) ترمذی، 3/5، حدیث: 1213

(3) سیرتِ مصطفےٰ، ص 103

واضح کر دیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ دونوں کوئی بات چھپالیں اور جھوٹ بولیں تو اس سے بَرَکت اٹھالی جاتی ہے۔[4]

دھوکا دہی سے بچنے کا حکم:

دھوکا دہی شدید حرام اور اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ناراضگی کا سبب ہے۔ ایسا کرنے والا گناہ گار ہے۔

ایک بار سرورِ کائنات، فَخْرِ مَوجُودات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، اپنا دستِ مُبارَک اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں پر کچھ تری محسوس ہوئی۔ غلے والے سے اِسْتِفْسَار فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اس ڈھیر پر بارش ہو گئی تھی، اِرشاد فرمایا: پھر تم نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہیں رکھ دیا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے! اور فرمایا: جو شخص دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[5]

---

(4) بخاری، 2/13، حدیث: 2079

(5) مسلم، ص64، حدیث: 284

اس حدیثِ پاک کے تحت حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا تجارتی چیز میں عیب پیدا کرنا بھی جُرم ہے اور قدرتی طور پر پیدا شدہ عیب کو چھپانا بھی جُرم۔[6]

امیرُ المؤمنین حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو کسی مؤمن کو ضَرر پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر اور دھوکا بازی کرے وہ مَلْعُون ہے۔[7]

پس جو اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضا، دین و دنیا کی سلامتی، عزت اور اپنی آخرت کو بہتر بنانا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے کاروبار کو دھوکے اور ملاوٹ سے پاک رکھے۔

وعدہ خلافی کا وبال:

وعدہ خلافی کے بہت سے نقصانات ہیں: بدعہد شخص لوگوں میں اپنا اِعْتِماد کھو دیتا ہے۔ وعدہ خلافی باہمی تعلقات کو کمزور کرتی ہے، اُخُوَّت و مَحبَّت اور ہمدردی کے جذبات کو مَجْرُوح کرتی ہے۔ اس کے سبب باہمی تعلقات

---

(6) مراٰۃ المناجیح، 4/273

(7) ترمذی، 3/378، حدیث: 1948

میں بے اطمینانی کی کَیفِیَّت پیدا ہوتی ہے۔ بد عہدی مُنافقت کی عَلامَت ہے۔ وعدہ توڑنے والا دنیا میں تو ذلیل و رسوا ہوتا ہی ہے آخرت میں بھی رسوائی اس کا مُقَدَّر ہوگی۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ اللہ پاک جب (قیامت کے دن) اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو ہر عہد توڑنے والے کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا (اور کہا جائے گا) کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔[8]

حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اِرشادِ گرامی ہے: جو کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے، اُس پر اللہ پاک، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اُس کا کوئی فَرض قبول ہوگا نہ نَفْل۔[9]

ایک موقع پر اِرشَاد فرمایا: جو قوم بدعَہدی (یعنی وعدہ خلافی) کرتی ہے اللہ پاک اُن کے دشمنوں کو ان پر مُسلَّط کر دیتا ہے۔[10]

---

(8) مسلم، ص739، حدیث:4529

(9) بخاری، 1/616، حدیث:1870

(10) قرۃ العیون، ص392

جھوٹی قسموں سے اجتناب:

آج لوگ جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹ بولنے کو کمال اور ترقی کی علامت اور سچ کو بے وقوفی اور ترقی میں رکاوٹ تصور کرتے ہیں۔

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ پاک نہ کلام فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف نَظرِ رَحمت فرمائے گا: (ان میں سے) ایک وہ ہے جو کسی سامان پر قسم کھائے کہ مجھے پہلے اس سے زیادہ قیمت مِل رہی تھی حالانکہ وہ جھوٹا ہو۔[11]

ایک روایت میں ہے: قسم مال کو بکوانے والی لیکن بَرَکت مٹانے والی ہے۔[12]

حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ممکن ہے بَرَکت (مِٹ جانے) سے مُراد آئندہ کاروبار بند ہو جانا ہو یا کئے ہوئے بیوپار (Business) میں گھاٹا (نقصان) پڑ جانا یعنی اگر تم نے کسی کو جھوٹی قسم کھا کر دھوکے سے خراب مال دے دیا وہ ایک بار تو

---

[11] بخاری، 2/100، حدیث:2369

[12] الترغیب والترہیب، 2/369، حدیث:16

دھوکا کھا جائے گا مگر دوبارہ نہ آئے گا نہ کسی کو آنے دے گا، یا جو رقم تم نے اُس سے حاصِل کرلی اُس میں بَرَکت نہ ہوگی کہ حَرام میں بے برکتی ہے۔(13)

ناپ تول میں کمی سے بچنا:

بعض دکاندار جلد مالدار بننے کے چکر میں حلال و حرام کی تمیز کرنا بھول جاتے ہیں اور ناپ تول میں کمی کرکے بیچنے لگتے ہیں حالانکہ یہ جائز نہیں۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: پانچ چیزیں پانچ چیزوں کا سبب ہیں۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! پانچ چیزوں کے پانچ چیزوں کا سبب ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (1) جس قوم نے عہد توڑا تو اس پر اُس کے دشمن کو مسلط کردیا گیا (2) جس قوم نے اللہ پاک کی کتاب کے خلاف فیصلے کئے تو اُس میں فقر فاقہ عام ہو جاتا ہے (3) جس قوم میں فحاشی عام ہو جائے تو اُس میں موت پھیلنے لگتی ہے (4) جس قوم نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اُس سے بارش

---

(13) مراٰۃ المناجیح، 4/244

روک لی گئی اور (5) جس قوم نے ناپ تول میں کمی کی تو اُس سے سبزہ کو روک لیا گیا اور اُسے قحط سالی نے آلیا۔ (14)

سود سے گریز:

تجارَت میں پائی جانے والی بُرائیوں میں سے سود (Interest) ایسی خبیث بُرائی ہے جس نے ہمیشہ مَعِیْشت (Economy) کو تباہ و برباد ہی کیا ہے، بظاہر فائدے مند نظر آتا ہے، لیکن یہ بہت ہی نقصان دہ ہے۔ احادیثِ کریمہ میں سود کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: شبِ معراج میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) تھے، ان پیٹوں میں سانپ موجود تھے جو باہر سے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ سُود خور ہیں۔ (15)

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس قوم میں سود پھیلتا ہے

---

(14) معجم کبیر للطبرانی، 11/37، حدیث: 10992

(15) ابن ماجہ، 3/71، حدیث: 2273

اس قوم میں پاگل پن پھیلتا ہے۔[16]

سُود خور چاہے جتنا بھی مال کمالے در حقیقت دنیا و آخرت میں نقصان ہی اٹھاتا ہے، تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: سُود (Interest) اگرچہ (ظاہری طور پر) زیادہ ہی ہو آخر کار اس کا انجام کمی پر ہوتا ہے۔[17]

عیب والی چیز کا عیب ظاہر کرنا:

تاجر کا عیوب ظاہر کئے بغیر کسی چیز کا بیچنا جائز نہیں، ایسے لوگوں سے ربِّ کریم ناراض ہوتا ہے اور اللہ پاک کے معصوم فرشتے لعنت بھیجتے ہیں جیسا کہ حضرت واثلہ رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے عیب والی چیز بیچی اور اُس کو ظاہر نہ کیا، وہ ہمیشہ اللہ پاک کی ناراضی میں ہے اور فرشتے ہمیشہ اُس پر لعنت کرتے

([16]) کتاب الکبائر للذھبی، ص70

([17]) مسند امام احمد، 2/109، حدیث: 4026 (**نوٹ:** سود کے مُتَعَلِّق مزید معلومات کے لئے نگرانِ شوریٰ کے بیان کا تحریری گلدستہ **"سود کی نحوست"** مُلاحظہ فرمائیے۔)

ہیں۔ (18)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور جب مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز بیچے جس میں عیب ہو تو جب تک بیان نہ کرے، اسے بیچنا حلال نہیں۔ (19)

جیسے ہمارے زمانے میں تجارت کے شعبے میں مختلف بُرائیاں مثلاً دھوکا دہی، عیب والی چیز بیچنا، ملاوٹ کرنا، غلے کی ذخیرہ اندوزی وغیرہ پائی جاتی ہیں، زمانۂ جاہلیت میں بھی یہ خرابیاں عام تھیں، ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جہاں زندگی کے دیگر شعبوں کی خامیوں کو درست کیا وہیں اس شعبے میں پائی جانے والی غلطیوں کی بھی اصلاح فرمائی۔

معیشت انسانوں کی بنیادی ضرورت ہے جس کی فراہمی دیگر

---

(18) ابن ماجہ، 3/59، حدیث: 2247

(19) ابن ماجہ، 3/58، حدیث: 2246

ضروریات کی طرح اللہ نے اپنے ہی ذمہ کرم پر رکھی[20] اور مختلف وسائل سے ان کی معیشت کا بندوبست فرمایا۔

جہاں ہر ملک و قوم معیشت کی بہتری کے لئے مختلف تدابیر و منصوبے بناتی ہے، وہیں اللہ کے آخری رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ اسلام کو لین دین، کاروبار و ملازمت کے ایسے اصول عطا کئے جو اخلاقیات سنوارنے کے ضامن بھی ہیں اور معیشت کو زوال و نقصان سے بچانے اور اوجِ ثریا تک پہنچانے کے لئے کافی بھی ہیں۔

معیشت کمزور کرنے والے عوامل

(1)سود:

تجارَت میں پائی جانے والی بُرائیوں میں سے سود (Interest) ایسی خبیث بُرائی ہے جس نے ہمیشہ مَعِیْشَت (Economy) کو تباہ و برباد ہی کیا ہے، بظاہر فائدے مند نظر آتا ہے، لیکن یہ بہت ہی نقصان دہ ہے۔ احادیثِ کریمہ میں سود کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، حضرت ابو

---

(20)پ25، الزخرف:32

ہریرہ رضی اللہُ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: شبِ معراج میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) تھے، ان پیٹوں میں سانپ موجود تھے جو باہر سے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ سُود خور ہیں۔[21]

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس قوم میں سود پھیلتا ہے اس قوم میں پاگل پن پھیلتا ہے۔[22]

سُود خور چاہے جتنا بھی مال کمالے درحقیقت دنیا و آخرت میں نقصان ہی اٹھاتا ہے، تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: سُود (Interest) اگرچہ (ظاہری طور پر) زیادہ ہی ہو آخرکار اس کا انجام کمی پر ہوتا ہے۔[23]

([21]) ابن ماجہ، 3/71، حدیث: 2273

([22]) کتاب الکبائر للذہبی، ص70

([23]) مسند امام احمد، 2/109، حدیث: 4026 (**نوٹ:** سود کے مُتَعَلِّق مزید معلومات کے لئے نگرانِ شوریٰ کے بیان کا تحریری گلدستہ **"سود کی نحوست"** مُلَاحَظہ فرمایئے۔)

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے سود کی بنیادوں پر قائم سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے کے لئے سود کی سخت تردید فرمائی اور سود کا لین دین کرنے والوں کو ملعون قرار دیا[24] کیونکہ سود پر قائم سرمایہ دارانہ نظام نے بہت سے خاندانوں ہی کو نہیں بلکہ قوموں اور ملکوں کو معاشی اپاہج کر دیا ہے۔

(2) رشوت:

آپ نے رشوت کے لین دین کا انجام جہنم کی آگ میں جلنا بتایا،[25] ناحق کسی سے کام کروانے یا کسی کا کام کرنے یا بے قصور کو قصوروار یا قصوروار کو بے قصور ٹھہرانے وغیرہ کیلئے کم یا زیادہ رقم یا مادی و غیر مادی معاوضے کی لین دین کا نقصان چھوٹے بڑے پیمانے پر حیرت انگیز ہوتا ہے، اداروں اور ملکوں کو بڑے دھچکے لگتے، مالی غبن ہوتے ہیں اور معیشت پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔

---

(24) مسلم، ص663، حدیث:4093

(25) معجم اوسط، 1/550، حدیث:2026

(3) دھوکا:

ملکی و غیر ملکی سطح پر چھوٹے بڑے کاروباری معاملات، بھروسے اور اعتبار ہی کے سہارے ترقی پزیر ہوتے ہیں، اور دھوکے کی وجہ سے یہ اعتبار ختم ہو جاتا، کاروبار کی جڑیں کھوکھلی ہوتیں اور سرد بازاری جنم لیتی ہے، اسی لئے زبردست اور دور اندیش معیشت دان کی حیثیت سے حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ صرف دھوکا باز کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے فرمایا جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[26] بلکہ دھوکے کی مختلف صورتوں پر ممانعت کے پہرے بٹھائے مثلاً ملاوٹ کرنے والے کے لئے سخت الفاظ بیان فرمائے۔[27] ☆جھوٹ بولنے والے کو خائن قرار دیا۔[28] ☆کاروباری معاملات میں قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو جھانسا دینے کا خاتمہ کرنے کیلئے کاروبار میں غیر ضروری طور پر زیادہ قسمیں کھانے کو بے برکتی قرار دیا۔[29] ☆سامانِ تجارت کی خامیوں اور خرابیوں پر پردہ ڈال کر

---

(26) مسلم، ص64، حدیث:284

(27) مسلم، ص64، حدیث:284ماخوذاً

(28) ابوداؤد، 4/381، حدیث:4971ماخوذاً

(29) مسلم، ص668، حدیث:4126ماخوذاً

خریدار کو دھوکا دینے کا انجام اللہ پاک کی ناراضی اور فرشتوں کی لعنت کا موجب بتایا۔[30] ☆ناپ تول میں ڈنڈی مار کر دھوکا دینے والوں کا دنیاوی انجامِ کار قحط، معاشی تنگی اور حکمرانوں کے مظالم کا شکار ہونا بتایا۔[31] اور ساتھ ہی بیچنے والے کو تلقین بھی کی جس کا حاصل یہ کہ بیوپار انصاف سے کچھ زائد سامان تول کر خریدار کو دیا کرے۔[32] ☆جانور کے سودے سے پہلے چند دن تک اس کا دودھ نہ دوہ کر تھنوں میں روکنے سے منع فرمایا تاکہ تھنوں میں کئی دنوں کے جمع شدہ دودھ سے وہ دھوکے میں نہ رہے۔[33]

(4) فضول خرچی:

خوراک، لباس، سواری اور تعلیم وغیرہ پر مناسب اخراجات یقیناً ضروریاتِ زندگی میں سے ہیں مگر ضروریات سے ہٹ کر سہولیات وغیرہ پر چھوٹے بڑے فضول خرچوں کی بات کی جائے تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس پر قدغن لگائی ہے۔ آپ نے یقین دہانی کروائی کہ میانہ

---

(30) ابن ماجہ، 3/59، حدیث:2247 ماخوذاً
(31) ابن ماجہ، 4/368، حدیث:4019 ماخوذاً
(32) ابن ماجہ، 3/47، حدیث:2222 ماخوذاً
(33) بخاری، 2/32، حدیث:2148 ماخوذاً

روی کرنے والا محتاج نہیں ہو گا۔[34] اور اخراجات میں میانہ روی کو آدھی معیشت قرار دیا۔[35] جو کہ اقتصادیات میں آپ کی مہارت و بصارت کا ثبوت ہے کیونکہ مال بچا بچا کر سرمائے میں لگانا معاشی قوت و اضافے کے اہم اصولوں میں سے ہے اور فضول خرچی اس میں بڑی رکاوٹ۔

(5)ذخیرہ اندوزی:

خوراک چونکہ بنیادی ضرورت ہے اس لئے زیادہ تر اسی کی ذخیرہ اندوزی کی جاتی ہے اور لوگ زیادہ مجبور بھی اسی کیلئے ہوتے ہیں، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس غیر اخلاقی حرکت کا نتیجہ جذام و مفلسی کا شکار ہونا بتایا۔[36] ذخیرہ اندوزی سے روکنا بھی آپ کی بہترین معیشت دانی کا ثبوت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے ذخیرہ اندوز بظاہر تو خوشحال ہو جاتے ہیں مگر قومی معیشت کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے جبکہ بہترین معیشت، ملکی و قومی خوشحالی سے عبارت ہے۔

---

(34)مسند امام احمد، 2/157، حدیث:4269ماخوذاً

(35)شعب الایمان، 5/254، حدیث:6568ماخوذاً

(36)ابن ماجہ، 3/15، حدیث:2155

معیشت کو مضبوط کرنے والے عوامل

اہلِ اسلام کی معیشت پہاڑ کی طرح مضبوط ہو، اس سے اسلام کو فائدہ پہنچے، مسلمانوں کو مالی طور پر زیر نہ کیا جاسکے، یہ غیروں کے محتاج نہ ہوں غیر ان کے محتاج ہوں اس کے لئے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معیشت و آمدن میں اضافے، مال کی منصفانہ تقسیم اور قومی خوشحالی وغیرہ کے جو ذرائع ہیں ان کی دلکشی واضح کی تاکہ مسلمان ان کی طرف لپکیں مثلاً

تجارت کی ترغیب:

☆معیشت کے لئے تجارت میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے تجارت کی افادیت کو یوں واضح فرمایا، رزق کے دس میں سے نو حصے فقط تجارت میں ہیں۔[37] ظاہر ہے کہ تجارت وسیع ہونے سے روزگار کے ذرائع بڑھتے، نفع پھلتا پھولتا اور اجتماعی طور پر مالی خوشحالی آتی ہے۔

زکوٰۃ وخیرات:

☆یونہی زکوٰۃ وصدقات بروقت مستحق افراد کو دینے کی مختلف مواقع

(37)موسوعۃ امام ابن ابی الدنیا، 7/451، حدیث:213 ملخصا

پر تاکید فرمائی۔[38] بلکہ اس کے مالی فائدے بھی بتائے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے سے مال کا شر دور ہو گا۔[39] اور صدقہ مال کو بڑھاتا ہے۔[40] سُبْحٰنَ اللہ! اللہ کے رسول اقتصادیات میں کتنے ماہر تھے کہ مسلمانوں کو حسنِ معیشت کا نہایت آسان اصول بتا دیا، واقعی اگر تمام مالدار اسلام کے نظامِ زکوٰۃ کے مطابق سالانہ اپنی زکوٰۃ حقداروں کو دیں تو قوم بہت جلد مفلسی کے شکنجے سے آزاد ہو کر خوشحال ہو جائے۔

زراعت و شجر کاری کی ترغیب:

☆یونہی آپ نے زراعت و شجر کاری کی طرف جو دلچسپی دلائی اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی شجر کاری یا زراعت سے انسان یا حیوان کو فائدہ پہنچے تو یہ اس کیلئے صدقہ ہے۔[41] آپ نے زمینداروں کو اپنی زمین میں خود کاشتکاری کرنے یا اس کے لئے کسی مسلمان بھائی کو (کرائے پر) دینے کا

---

(38) بخاری، 1/471، حدیث: 1395

(39) معجم اوسط، 1/431، حدیث: 1579 ماخوذاً

(40) الترغیب والترھیب للاصفھانی، ص364، حدیث: 624 ماخوذاً

(41) بخاری، 2/85، حدیث: 2320 ماخوذا

فرمایا[42] بلکہ عملی طور پر خود بھی یہی کیا۔[43] غور کیجئے کہ معیشت میں زراعت و شجرکاری کی اہمیت جو آج سبھی جانتے ہیں کہ ان سے اناج غلہ سبزیاں اور پھل حاصل ہوتے ہیں، انسان، چرند، پرند کو فائدہ ملتا ہے، زمین سونا اگلتی ہے اور بہت سی معاشی راہیں کھلتی ہیں، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صدیوں پہلے ہی اہلِ اسلام کو اس طرف راغب فرمایا تھا۔

وراثت:

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وراثت بیٹوں، بیٹیوں، ماں اور بیوی اور دیگر رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا، تقسیمِ میراث میں دورِ جاہلیت کے دستور کے خلاف شریعتِ محمدی کے اس انقلابی اقدام میں موروثی مال کی تقسیم کا دائرہ پہلے سے وسیع تر کردیا گیا، عورتیں بھی وراثت کی حقدار بنائی گئیں جو کہ حسنِ معیشت کے لئے مفید ہے کیونکہ مال کی زیادہ ہاتھوں میں رسائی، معیشت کی بہتری کی ضامن ہے۔

---

(42) بخاری، 2/91، حدیث:2340 ماخوذاً
(43) مسلم، ص645، حدیث:3966 ماخوذا

شراکت داری:

خوبیِ معیشت میں شراکت کی بھی بڑی اہمیت ہے کیونکہ معاشرے میں کئی لوگ سرمایہ دار تو ہوتے ہیں مگر کام کا وقت، صلاحیت یا ہمت نہیں ہوتی جبکہ بہت سوں کے پاس یہ سب ہوتا ہے مگر سرمایہ نہیں ہوتا، شراکت داری ان سب کو ایک دوسرے کا بازو بناتی ہے اور شاہینِ معیشت پرواز کی بلندی چھونے لگتا ہے۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد بیک وقت کثیر پردیسی افراد کا مدینے میں مقیم ہوجانا وہاں کی معیشت کیلئے بہت بڑا چیلنج تھا، مگر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جیسے زبردست معیشت دان نے بروقت عقدِ مواخات (جو درحقیقت شراکت ہی تھی) کے ذریعے اس چیلنج کو بآسانی پورا کیا۔ آپ نے شراکت داری کو فروغ دینے کے لئے ایماندار شراکت داروں کو اللہ پاک کا ساتھ نصیب ہونے کی خوشخبری بھی سنائی۔[44]

اچھا ہنر سکھایئے:

حسنِ معیشت میں محنت کشی، ہنرمندی اور دستکاری کی اپنی ہی اہمیت

---

(44) ابوداؤد، 3/350، حدیث: 3383 ماخوذاً

ہے، جس قوم میں محنت کش، ہنر مند و دستکار لوگ ہوتے ہیں وہ معاشی پسماندگی سے محفوظ رہتی ہے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اقتصادی نگاہوں سے یہ بات بھی پوشیدہ نہ تھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے ہنر مندی و محنت کشی میں اہلِ اسلام کی دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ایک ہنر مند وزرہ ساز نبی حضرت داؤد کا ذکر کرتے ہوئے ہاتھ کی کمائی کو بہترین رزق قرار دیا۔[45] جس سے ہنر و دستکاری کی اہمیت کا پتا چلتا ہے۔

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت و فرامین کے سورج کی صرف چند کرنوں کا یہاں بہت مختصر ذکر کیا گیا ہے جو آپ کی معاشیاتی مہارت کا پتا بھی دیتی ہیں اور Direct یا in direct معیشت و اقتصاد کی تاریک راہوں کو جگمگانے کے لئے بھی کافی ہیں، اگر انہیں سنجیدگی سے اپنایا جائے تو تھوڑی مدّت میں معیشت کا بیڑا ترقی کی جانب گامزن ہو جائے۔

راشد علی عطاری مدنی

(45) بخاری، 2/11، حدیث: 2072 ماخوذاً

ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹرنیشنل

https://wa.me/923126392663

”ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ“ انٹر نیشنل

”ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ“ الحمدللہ تحقیق و تصنیف کی تربیت کرنے والا اہل سنّت کا واحد آن لائن ادارہ ہے۔

اس ادارے سے اب تک 75 کورسز کے مجموعی طور پر 135 سے زائد بیجز میں 12 ہزار سے زائد طلبہ، علما، محققین، ایم افل، پی ایچ ڈی اسکالرز اور اہل قلم حضرات شرکت کر چکے ہیں۔

اللہ کریم ہمیں رسولِ کریم ﷺ کی محبت میں جینا مرنا نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تلاوت عشق رسول میں ڈوب کر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

راشد علی عطاری مدنی

ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹر نیشنل

https://wa.me/923126392663

علم بھی پھیلائیں

روزگار بھی پائیں

فاضل علمائے کرام کے لیے مستقبل میں "دینی خدمات اور حلال روزگار" کے مواقع پیدا کرنے کے لیے انتہائی اہم 9 روزہ کورس

آنلائن انسٹیٹیوٹ / اکیڈمی کیسے بنائیں؟

کورس کے اہم نکات

- انسٹیٹیوٹ بنانے کے فوائد اور اہمیت
- دینی خدمت بھی، حلال روزگار بھی
- آنلائن کلاس کامیابی سے پڑھانے کے طریقے
- آنلائن کلاس پڑھانے کے سافٹ ویئرز کا استعمال
- انسٹیٹیوٹ چلانے کے 163 اہم تربیتی پہلو
- اسٹوڈنٹس کو مستقل وابستہ رکھنے کے طریقے
- قرآن، حدیث، فقہ اور سیرت کے کورسز کیسے کروائیں؟
- ایک ہی کورس سے کئی کئی کورسز کیسے بنائیں؟
- نئی اکیڈمی کے لیے 25 تیار شدہ کورسز اور ان کا مکمل نصاب اور مواد
- اور اس کے علاوہ بہت کچھ

داخلہ و کلاس کی تفصیل

- کلاس زوم ایپ پر ہوگی۔
- کلاس کی مکمل ریکارڈنگ بھی ملے گی۔
- اختتام پر سرٹیفکیٹ ملے گا۔
- کلاس ہفتے میں تین دن: جمعہ، ہفتہ، اتوار
- نئی اکیڈمی کے لیے 25 تیار شدہ کورسز کا مکمل نصاب ملے گا۔

دورانیہ

13 تا 29 ستمبر 2024ء

- یہ کورس طلبہ کرام کے مطالبہ پر آخری بار کروایا جا رہا ہے۔

داخلہ فیس مکمل رعایت کے ساتھ

پاکستان: صرف 500 روپے | ہندوستان: صرف 300 روپے | یوکے و دیگر: صرف 10 پاؤنڈ

داخلہ کے لیے "آن لائن اکیڈمی" لکھ کر واٹس اپ کریں +92312-6392663